© rasailojaraid.com

مقرر ہوں۔ اس کے لئے فقہاء نے قاضی الجنہ کا لفظ استعمال کیا ہے جیسا کہ علامہ ابن عابدین نے ردالمختار میں ذکر کیا ہے (ردالمختار جلد ۶ صفحہ ۵۸۷) اور جہاں کہیں قاضی الجنہ (عادل صالح متقی قاضی) نہ ہو تو وہاں وقت کے جید علماء واہلِ علم جو صاحبانِ ورع وتقوی ہوں استبدال وقف کی اجازت دے سکتے ہیں۔ چنانچہ مذکورہ بالا بحث سے طے ہوا کہ مسجد کو ملنے والا فرنیچر فروخت کر کے مسجد کی ضرورت کی کوئی اور چیز (مثلاً لاؤڈ اسپیکر وغیرہ) خرید سکتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب.

س: ہم لوگ سری لنکا سے چائے خریدتے ہیں اور مصر سوڈان وغیرہ کو فروخت کرتے ہیں، مگر یہ چائے پاکستان لائے بغیر مصر یا سوڈان بھیج دیتے ہیں۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جہاز سری لنکا سے مصر کے لئے روانہ ہوتا ہے اور کسی دوسرے ملک سے ہمیں فوری آرڈر مل جاتا ہے چنانچہ ہم مال مصر کی بجائے اس ملک بھجوادیتے ہیں۔ کیا ایسی خرید وفروخت جس میں ہم نے نہ مال دیکھا ہوتا ہے نہ ہمارے قبضہ میں ہوتا ہے کی خرید وفروخت اور اس پر نفع جائز ہے؟

ج: مذکورہ صورت بیع قبل القبض کی ہے۔ اور بیع قبل القبض کو حنفی فقہاء نے از روئے شرع ناجائز قرار دیا ہے کہ اس میں غررِ انفساخ (یعنی قبضہ میں لینے سے پہلے کسی وقت بھی سامانِ خرید شدہ کے ضائع ہونے کا اندیشہ) ہے۔ دوسرے اس میں ربح مالم یضمن (یعنی جو چیز خریدار کے ضمان میں نہیں آئی اگر وہ ضائع ہو تو نقصان خریدار کا ہو اس کا نفع لینا درست نہیں) ان دو اسباب کے پیشِ نظر ایسی خرید وفروخت یا بیع کرنا بیع فاسد کہلاتا ہے۔

لیکن فقہاء نے بیع قبل القبض کو اس لئے بیع فاسد قرار دیا ہے کہ بیع سے مقصود نفع حاصل کرنا ہوتا ہے اور جو مال آدمی کے قبضہ (ضمان) میں نہ ہو اس سے نفع کمانا شرعاً ناجائز ہے۔ اور اس پر احادیثِ مبارکہ بہت واضح ہیں۔ البتہ قبضہ کی کیفیت کے بارے میں اہلِ علم میں اختلاف رہا ہے، اور احادیث میں قبضہ کا کوئی متعین یا محدود مصداق بیان نہیں ہوا، اس کے برعکس قبضہ کی مختلف کیفیتیں احادیث سے واضح ہیں۔ اصول یہ ہے کہ جن الفاظ کی شریعت نے تحدید نہ کی ہو ان کے بارے میں عرف کا اعتبار ہوگا۔ جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے کہ: كل ماورد به الشرع مطلقا ولا ضابط له فيه ولا في اللغة يرجع فيه الى العرف ومثلوه بالحرز في السرقة والتفرق في البيع والقبض. (الاشباہ والنظائر ۱۹۶) (یعنی شریعت میں جو لفظ مطلق وارد ہوا ہو اور اس کے بارے میں نہ شریعت میں ضابطہ مقرر ہو اور نہ لغت میں تو اس میں عرف کے تابع کیا جائے گا جیسے چوری کے مسئلہ میں حرز، بیع میں تفرق اور قبضہ سے فقہاء نے اس کی مثال دی ہے) امام نووی رحمة الله عليه فرماتے

☆ میں نے امام محمد سے بڑھ کر کوئی فصیح نہیں دیکھا (امام محمد بن ادریس شافعی) ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہیں : لان القبض ورد به الشرع واطلقه فحمل على العرف ، والعرف في ما ينقل النقل وفي مالا ينقل التخلية (شرح المهذب جلد ۹ صفحه ۲۷۵) (یعنی شریعت میں قبضہ کا جوذکر ہے وہ مطلق ہے چنانچہ اسے عرف پرمحمول کریں گے۔اور منقولہ جائداد یا اموال میں عرف یہ ہے کہ نقل سے قبضہ متحقق ہوتا ہے، جبکہ غیر منقولہ اموال وجائداد میں تخلیہ سے قبضہ ثابت ہوتا ہے)

ردالمحتار میں قبضہ کے بارے میں ہے يختلف بحسب المبيع (جلد۴ صفحہ ۴۸) یعنی سامان یا مالِ مبیع کے لحاظ سے قبضہ کی صورت مختلف ہوگی۔ بحرالرائق میں ہے المراد بالقبض هنا القبض بالبراجم لا بالتخلية يريد باليد (البحر الرائق جلد ٦ ص ١٩٤) یعنی یہاں قبضہ سے مراد ہاتھ میں لینا ہے صرف تخلیہ یعنی موانعِ قبضہ وتصرف کو ہٹادینا نہیں۔

بحرالرائق ہی میں ہے يصير المشترى قابضا بالتخلية فاذا هلك بعد ذلك يهلك من مال المشترى (جلد ٦ ص ٨٠) یعنی خریدار تخلیہ کی بناء پر قابض متصور ہوگا،لہٰذا اگر تخلیہ کے بعد مال مبیع ضائع ہوگیا تو خریدار ذمہ دار ہوگا۔علامہ قاضی خاں لکھتے ہیں: اجمعوا على التخلية في البيع الجائز تكون قبضا (فتاوى قاضى خان جلد ٢ ص ٤٧٤) یعنی اس پر فقہاء کا اجماع ہے کہ بیع جائز میں تخلیہ کو قبضہ تسلیم کیا جائے گا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ قبضہ کا معاملہ بیع میں اصل ہے جبکہ قبضہ کا قطعی مفہوم فقہاء نے متعین نہیں کیا اور قبضہ کی کئی صورتیں ہیں اور عرف کا قبضہ میں اعتبار جائز ہے۔ چنانچہ فی زمانہ ہونے والی تجارت میں قبضہ مالک کے ایجنٹ کی صورت میں کبھی متحقق ہوتا ہے کبھی بنک کی صورت میں کہ وہ مشتری کا وکیل بن کر ادائیگی کرتا اور مال بھجواتا ہے کبھی خریدار فروخت کنندہ کو اختیار دے دیتا ہے کہ وہ مال بھجوادے اور شپنگ کمپنی مشتری کی نیابت کرتے ہوئے مال لوڈ کرتی اور منزلِ مقصود تک پہنچاتی ہے اور کبھی یہ قبضہ مال کے کاغذات کی صورت میں پایا جاتا ہے اور کاغذات کا استلام مال پر قبضہ متصور ہوتا ہے۔ کبھی بالفعل مال مبیع پر قبضہ مال کے ساحل پر اترنے کے بعد کیا جاتا ہے۔

چونکہ اس میں وسعت ہے اور فقہ مالکی وفقہ حنبلی میں گنجائش ہے لہٰذا اگر عرف کا اعتبار کرتے ہوئے قبضہ کی نئی بین الاقوامی صورتوں کو تسلیم کرلیا جائے اور حالات وزمانہ کی رعایت اور عمومِ بلوی کے پیشِ نظر یا فقہ مالکی وحنبلی پر عمل کرتے ہوئے ایسی تجارت کی اجازت دی جائے تو یہ باعثِ نفعِ عام ہوگی ورنہ ضررِ عظیم لاحق ہوگا اور شریعت مطہرہ دفعِ مضرت کی تو حامی ہے ضرر رسانی کی ہرگز نہیں۔

(هذا ما توصلت اليه والقول الفيصل فيه للعلماء)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ : ☆ قانونِ شریعت ہی کا دوسرا نام فقہِ اسلامی ہے ☆

© rasailojaraid.com